

شراکت و مضاربت اور جدید معاشی مسائل

* ڈاکٹر محمد اعجاز

Sharikah means sharing having two kinds: Sharikatul Milk and Sharikatul Aqd. Sharikatul Aqd can be divided into Sharikatul Amwaal, Sharikatul Amaal and Shariktul Wujoo and it is further divided into Ayaan and Mafawadhah. Mudarabah is a special kind of partnership, where one partner gives money to another to do some business with that money and profit will be distributed among them in the percentage agreed between them. Islamic jurists have declared that Sharikah and Mudarabah based instruments will be the main modes of investments in the Islamic Financial Institution, Ijarah and Murabahah were introduced for interim period but after years we could not be able to do business on the basis of Sharikah and Mudarabah. These are four main causes of not practicing them. First cause is that we tried to Islamize the traditional prevailing financial institution. We did not established new system totally based on the Islamic principles and teachings. Second cause is to adopt the concept of legal person which is purely framed to achieve the goals of capitalism. Third cause is to justify limited liability which protects the rich of the society and increase the investors. Further and final cause is that to implement Islamic teachings, a minimum level of honesty is required which is missing in our society.

نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت ہماری زندگی کے تمام شعبوں میں کمال رہنمائی کرتی ہے۔ عقائد ہوں یا عبادات، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، معاشرتی مسائل ہوں یا معاشی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ ہمارا موضوع شراکت و مضاربت اور جدید معاشی مسائل ہے۔ اس کے تحت جدید معاشی مسائل کے حل میں شراکت و مضاربت کے کردار پر بحث کریں گے۔ شراکت و مضاربت پر اصولی گفتگو کر کے ان کی تطبیق کی راہ میں حائل مشکلات و رکاوٹوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔ جن کو دور کر کے شراکت و مضاربت کے اصول روح کے مطابق کام لیا جاسکتا ہے۔

شراکت:

شراکت کا لغوی معنی اختلاط ہے۔ [۱] اس سے مراد ہے ایک چیز کا دوسرے سے اس طرح ملا دینا ان میں امتیاز ختم ہو جائے۔ بعد میں اس کا اطلاق ایک خاص عقد پر ہونے لگا۔ کیونکہ عقد اختلاط کا سبب ہوتا

ہے۔ [۲]

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور۔

حنفیہ نے شراکت کی تعریف اس طرح کی ہے:

الشركة عبارة عن عقد من المتشاركين في رأس المال و الربح. [۳]
شراکت سے مراد ایسا معاہدہ ہے جو پہلے دو شریکوں کے درمیان ہوتا ہے جو اصل زر اور منافع میں شریک ہوتے ہیں۔ مالکیہ کہتے ہیں:

ھی اذن فی التصرف لهما مع أنفسهما. [۴]
اس سے مراد اذن ہے جو شریکین میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو دونوں کے مشترکہ مال میں تصرف کے لیے اس طرح دیتا ہے اس کا اپنا حق تصرف برقرار رہتا ہے۔

شراکت کی اقسام:

شراکت کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں۔ شراکت ملک اور شراکت عقد۔ شراکت ملک یا املاک یہ ہے جب دو یا دو سے زیادہ اشخاص مل کر کوئی جائیداد وغیرہ خرید لیں یا وراثت میں کوئی زمین یا مکان مل جائے تو اس چیز میں وہ شریک ہوں گے اور اس شراکت کو شراکت ملک کہتے ہیں۔ شراکت عقد کی تین اقسام ہیں:

۱- شراکت اموال: جب دو یا دو سے زیادہ افراد اصل زر میں شریک ہوتے ہیں کہ ہم اکٹھے یا الگ کاروبار کریں گے۔ نتیجے میں جو منافع ہوگا وہ ان کے درمیان ایک تناسب سے تقسیم ہوگا۔

۲- شراکت ابدان: دو یا دو سے زیادہ افراد معاہدہ کرتے ہیں کہ ہم مل کر کام کریں گے جو اجرت ملے گی وہ ان کے درمیان طے شدہ تناسب میں تقسیم ہوگی۔ اس میں اصل زر نہیں ہوتا۔

۳- شراکت وجوہ: دو یا دو سے زیادہ افراد معاہدہ کرتے ہیں کہ ہم ادھار خریدیں گے اور نقد بچیں گے منافع ایک طے شدہ تناسب میں ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔

پھر شراکت عقد و عنان ہوتی ہے یا مفاوضہ۔ مفاوضہ میں اس مال، تصرف اور منافع میں برابری ہوتی ہے اور اگر ان میں تفاوت ہو تو عنان کہلاتی ہے۔ [۵]

شراکت کی شرائط:

مذہب فقہی ہمیں شراکت کی جو عمومی شرائط بیان کی گئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ہر شریک وکیل بننے اور وکیل بنانے کا اہل ہو۔ اس لیے کہ ہر شریک دوسرے کے وکیل کی حیثیت میں تصرف کرتا ہے۔

- ۲- منافع کی مقدار نسبت میں معلوم ہو کسی ایک شریک کے لیے منافع میں سے حصہ طے شدہ مقرر نہ ہو۔
- ۳- شراکت اموال میں شراکت کا اصل زر موجود ہو، قرض نہ ہو اور نہ غائب ہو۔
- ۴- شراکت کا اصل ذر شریک مطلق یعنی درہم، دینار اور نقدی کی صورت میں نہ تاکہ منافع کے تعین میں تنازع نہ ہو۔ [۶]

مضاربہ:

مضاربہ کی تعریف یوں کی گئی ہے:

ہی أن يدفع المالك الى العامل مالا يتجر فيه و يكون الربح مشتركا بينهما بحسب ما شرط. [۷]

مضاربہ یہ ہے کہ مال کا مالک کاروبار کرنے والے کو تجارت کے لیے مال دے اور منافع طے شدہ تناسب سے ان کے درمیان تقسیم ہو۔

مضاربہ کا لفظ ضرب فی الارض سے ماخوذ ہے کیونکہ مضارب ابتغاء فضل اللہ کے لیے ضرب فی الارض کرتا ہے۔ مضاربہ کو قراض، مقارضہ اور معاملہ بھی کہا جاتا ہے۔

مضاربہ کی دو اقسام ہیں، مطلقہ اور مقیدہ، جب کوئی شخص مال دیتے ہوئے کوئی قید نہ لگائے تو اسے مطلقہ کہتے ہیں۔ اگر جگہ، کاروبار یا افراد کے بارے کوئی پابندی عائد کر دی گئی ہو تو اسے مقیدہ کہتے ہیں۔ [۸]

شرائط مضاربہ: [۹]

- ۱- رب مال اور مضارب سے متعلق شرط یہ ہے کہ دونوں میں اہلیت تو کیل اور وکالت ہو۔
- ۲- اس مال نقدی کی شکل میں ہو۔
- ۳- اس مال موجود ہو، قرض اور غائب نہ ہو۔
- ۴- اس مال مضارب کے سپرد کر دیا گیا ہو۔
- ۵- منافع کی مقدار تناسب میں معلوم ہو۔

شراکت و مضاربہ کی مشروعیت:

سب سے پہلی بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ شراکت و مضاربہ کو اصل کے خلاف جائز قرار دیا ہے۔ مضاربہ کے باب میں حنفیہ کہتے ہیں کہ قیاس و قاعدہ کا تقاضا ہے کہ مضاربہ جائز نہ ہو کیونکہ یہ اجارہ باجر

مجہول بلکہ باجر معدوم ہے۔ مضاربہ کی نظیر اجارہ ہے اور اجارہ کی صحت کے لیے اجرت کا معلوم و متعین ہونا شرط ہے۔ جبکہ مضاربہ میں اجرت میں ملنے والی منافع عقد کے وقت معدوم ہوتا ہے۔

کہتے ہیں واستحسننا و ترکنا القیاس بنص - [۱۰]

کہ ہم نے نص کی وجہ سے قیاس کو ترک کر کے استحسان کیا اور مضاربہ کو جائز قرار دیا۔

شراکت و مضاربہ کو انسانوں کی ضرورت ہونے کی بناء پر مشروع قرار دیا گیا۔ شریعت میں مال کو انسانی ضروریات میں شامل کیا گیا ہے۔ مال کے حصول کے ساتھ ساتھ مال میں نمو کی ضرورت بھی متحقق ہے۔ بعض افراد کے پاس مال ہوتا ہے مگر کاروباری صلاحیت نہیں ہوتی۔ بعض کے پاس صلاحیت ہوتی ہے مگر مال نہیں ہوتا۔ شراکت و مضاربہ کے ذریعے مال میں نمو ہوتی ہے اور جن کے پاس مال نہیں ہوتا اُن کو مال حاصل ہوتا ہے۔ [۱۱]

شراکت و مضاربہ کو مشروع نہ کیا جاتا تو انسانی زندگی مشقت کا شکار ہو جاتی اسی بات کو علامہ سیوطی اور ابن نجیم اس طرح بیان کرتے ہیں۔ مشروعیۃ الردب لعیب القرض و الشریکۃ و الصلح والقراض و العاریۃ و الودیعة للمشقة العظیمة فی أن کل أحد لا ینتفع إلا بما هو ملکہ و لا یتوفی إلا ممن علیہ حقہ و لا یأخذہ إلا بکمالہ و لا یعاطی أمورہ إلا بنفسہ ، فسهل الأمر بأباحتہ الانتفاع بملک الغیر بطریق الإجارة أو الاعارة أو القرض و بالاستعانة بالغیر و کالة و ایداعا و شریکۃ و قراض۔ [۱۲]

عیب کی وجہ سے بیع کو واپس کرنا، قرض، شراکت، صلح، مضاربہ، عاریہ اور ودیعة کو مشروع اس لیے قرار دیا گیا اگر یہ قرار دے دیا جاتا کہ ہر کوئی صرف اپنی ملکیتی چیز سے منتفع ہو سکتا ہے جسکے ذمہ حق ہے صرف وہی ادا کر سکتا ہے۔ اپنے حق کو صرف کمال کے ساتھ لے سکتا ہے اور اپنے امور صرف خود ہی پنہا سکتا ہے تو اس میں بڑی مشقت ہوتی۔ اس مشقت کی وجہ سے معاملات کو آسان بنا دیا گیا کہ ملک غیر سے منفعت کو اجارے، عاریہ اور قرض کے ذریعے جائز کیا گیا اور دوسروں کی مدد سے معاملات کو وکالت، ودیعة، شراکت اور مضاربہ کے ذریعے سرانجام دینے کو جائز قرار دیا گیا۔

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ شراکت و مضاربہ اصلاً جائز نہیں بلکہ انسانوں کی ضرورت کے پیش نظر اسے جائز قرار دیا گیا۔

عاقدين میں اہلیت کا ہونا:

شراکت و مضاربہ کرنے والے افراد میں اہلیت کا ہونا شرط ہے۔ فقہاء کہتے ہیں۔

فی شرط ان یکون کل شریک اہلاً للوكالة والتوکیل . [۱۳]

مضاربہ کے باب میں کہتے ہیں:

ما یشرط فی العاقدین و ہما رب المال و المضارب : فہو اہلیۃ التوکیل

و الوكالة لان المضارب یتصرف بامر رب المال و هذا معنی التوکیل . [۱۴]

اہلیت کی بنیاد زندگی اور عقل ہے۔ اہلیت اسی کی ہوگی جس میں زندگی اور عقل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شراکت و مضاربہ حقیقی انسانوں کے درمیان ہوگی۔ شریعت کی رو سے معاملات جیتے جاگتے اور عقل رکھنے والے انسانوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ شخص قانونی کا جواز محل نظر ہے۔

مضارب اور شریک کا دوسرے شریک کے مال کا امین ہونا:

مضارب رب المال کے مال کا امین ہوتا ہے۔ ضامن نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک شریک کے پاس دوسرے شریک کا مال امانت ہوتا ہے۔

اتفق الفقہاء علی ان یدرأ لشریک فی المال أمانة كالوديعة لأنه قبض المال

باذن صاحبه لا لأجل ان یدفع ثمنه . [۱۵]

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شریک کے قبضے میں مال و دیعہ کی طرح امانت ہے کیونکہ وہ مال پر اس کے مالک کی اجازت سے اس کی قیمت ادا کیے بغیر قبض ہوتا۔

فقد اتفق آئمة المذاهب علی أن العامل المضارب أمين فيما فی یدہ من رأس

المال بمنزلة الوديعة لأن قبضه باذن مالک لا علی وجه البدل . [۱۶]

تمام مذاہب کے آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کاروبار کرنے والا مضارب اپنے قبضے میں مال کے حوالے سے و دیعہ کی طرح امین ہوتا ہے کیونکہ وہ مال کے اذن سے اس پر قبضہ کرتا ہے نہ کہ معاوضے کے طور پر۔ اس المال تلف ہو جانے پر مضارب کے ضامن ہونے کی شرط لگانے پر حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک شرط باطل ہوگی۔ عقد صحیح ہوگا۔ مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں مضاربہ فاسد ہوگی۔

ذریعہ سرمایہ کاری:

شراکت و مضاربہ کے ذرائع سرمایہ کاری Modes of Financing ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔

سودی معیشت کے مقابلے میں جب بھی متبادل ذرائع سرمایہ کاری تجویز کیے گئے تو شراکت و مضاربہ کو متبادل ذرائع میں ضرور شامل کیا گیا۔ انفرادی سطح پر سرمایہ کاری ہو یا مالیاتی اداروں کی سطح پر شراکت و مضاربہ کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسلامی بنکاری میں بھی علماء نے اجارہ اور مراہجہ کو وقتی طور پر اور عبوری دور کے لیے متعارف کرایا اور فتویٰ جواز عطا کیا کہ جب تک مالیاتی ادارے شراکت و مضاربہ کے حوالے سے انسٹرومنٹ متعارف نہیں کر پاتے اور جب تک عوام کا سرمایہ کاری کے حوالے سے اسلامی بینکوں پر اعتماد قائم نہیں ہو جاتا اجارہ اور مراہجہ کے ذریعے سرمایہ کاری کر لی جائے۔ مگر اب تک اس طرف ٹھوس پیش قدمی نہیں ہو سکی۔ اسلامی بینک کا پورا کاروبار اجارہ اور مراہجہ پر کھڑا ہے۔ شراکت و مضاربہ کا حصہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسلامی بنکاری کے حوالے سے پیش کیے جانے والے شبہات کی بڑی وجہ بھی شراکت و مضاربہ کو اختیار نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔

لوگوں کے شراکت و مضاربہ کی صورت میں سرمایہ کاری نہ کرنے کی کئی وجوہات پیش کی جاتی ہیں ان میں چند پیش خدمت ہیں۔

۱۔ شراکت و مضاربہ کا مستقلاً اختیار نہ کرنا:

ابھی تک ہمارا رویہ یہ ہے کہ پہلے سے موجود اداروں اور نظام میں جزوی تبدیلی کر کے اور پیوند لگا کر اس میں سے غیر اسلامی عناصر کو نکال کر کام چلانے کی کوششیں ہوئیں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ صورت میں تھوڑی تبدیلی کے بعد نظام ویسا ہی رہا ہے کوئی حقیقی تبدیلی نہ ہو سکی۔ اس لیے یہ اعتراض بھی وارد ہوا کہ Islamization کے عمل نے عملی لحاظ سے پہلے سے موجود موجودہ باطل نظام کو بالواسطہ طور پر مضبوط کیا ہے۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا مراہجہ اور اجارہ نے سودی مالیاتی نظام کو جواز فراہم کرنے کے لیے حیلہ فراہم نہیں کیا ہے۔ اسلامی معاشی نظام کی روح کو حاصل کرنے کے لیے لازمی ہے کہ صحیح اسلامی بنیادوں پر نظام اور اداروں کی تشکیل کی جائے تاکہ عام لوگوں کا اعتماد ان اداروں پر قائم ہو، اس کے لیے شراکت و مضاربہ کو عملاً اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں ایسے ادارے وجود میں لانے کی ضرورت ہے جو اپنے کاروبار میں شراکت و مضاربہ کو بنیادی طور پر اختیار کریں۔

ب۔ شخص قانونی کا جواز: Legal Person

شراکت و مضاربہ کے شرعات نہ نظر آنے کی وجہ اور عامۃ الناس کے اسلامی اداروں پر اعتماد نہ ہونے

کی وجہ بڑی حد تک شخص قانونی کا جواز ہے۔ جدید قانون کے مطابق کمپنی اور کارپوریشن ایک شخص قانونی ہے۔ علماء نے شخص قانونی کے جواز کے حوالے سے فقہ اسلامی سے شخص قانونی کے نظائر پیش کیے ہیں۔

شخص قانونی کے نظائر:

- ۱- وقف بھی ایک طرح کا شخص قانونی ہے۔ وہ مالک ہوتا اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرتا ہے۔ وقف کا ادارہ اس مالک ہوتا ہے۔ اس طرح وقفہ الٰہی دعوؤں میں مدعی اور مدعی علیہ ہوتا ہے۔
- ۲- بیت المال بھی شخص قانونی کی نظیر ہے۔ اگر بیت المال کے ایک حصہ میں مال نہ ہو تو بقدر ضرورت دوسرے حصے سے قرض لیا جاسکتا ہے۔ مقدم الذکر حصہ مدیون اور موخر الذکر دائن ہے۔
- ۳- ترکہ مستغرقہ بالمدین بھی شخص قانونی کی نظیر ہے۔ کسی میت کا سارا ترکہ دیون میں مستغرق ہو تو اس صورت مدیون میت ہے اور نہ ورثہ بلکہ مدیون ترکہ ہوا۔
- ۴- حنفیہ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں مال زکوٰۃ کئی شخصوں میں مشترک ہو تو زکوٰۃ انفرادی حصوں پر نہیں بلکہ مجموعہ پر ہوتی ہے۔

اصولی طور پر اسلام میں شخص قانونی کا کوئی جواز نہیں جہاں تک شراکت و مضاربہ کا تعلق اور تذکرہ کیا جا چکا ہے کہ شراکت و مضاربہ کے لیے اہلیت التوکیل والوکالہ شرط ہے۔ شریعت میں شخص کی بحث مکلف کے تحت کی گئی ہے۔ خصوصاً عقود میں عاقد میں اہلیت کا ہونا ضروری ہے۔ شریعت میں شخص قانونی کی مثالیں اگر ہیں تو وہ ذمہ داری سے فرار کے لیے نہیں ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے ہیں۔ جدید سرمایہ داری نے اپنے اہداف حاصل کرنے کے لیے شخص قانونی کا تصور پیش کیا ہے۔ مغربی انسان حقوق کے لیے تو اپنا آپ منواتا ہے اور ذمہ داری کے حوالے سے اپنے آپ کو اجتماعیت میں گم کرتا ہے۔ مغرب کی تقلید میں ہم نے کمپنی اور کارپوریشن کی طرح شراکت و مضاربہ کو شخص قانونی کا درجہ دیا تو اس میں سے اسلامی روح نکل گئی۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ شخص قانونی جدید مغربی سرمایہ دارانہ نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ شخص قانونی کا جواز ان تمام نتائج کو لے کر آئے گا جن کے لیے اسے گھڑا گیا ہے۔ کہ جیتے جاگتے انسان کو ایک مصنوعی جسم میں گم کر دیا جائے۔ فائدہ اور منافع سمیٹنے کے لیے حقیقی انسان موجود ہوتا ہے اور ذمہ داری اور نقصان کے حوالے سے شخص قانونی کو آگے کر دیا جاتا ہے جو کمپنی یا ادارہ لوگوں سے سرمایہ کاری کرائے اور لوگوں کا اصل زر قرض کی طرح محفوظ بھی نہ ہو کیونکہ شراکت و مضاربہ میں ضمان نہیں بلکہ امانت ہوتی ہے۔ لوگوں کا

شراکت و مضاربت کی صورت میں سرمایہ کاری کرنا تقریباً ناممکن ہوگا۔ اسی لیے تو مالیاتی اداروں کو مراستہ اور اجارہ پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔

ج۔ محدود ذمہ داری (Limited Liability):

شخص قانونی کے جواز کا لازمی نتیجہ محدود ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ شخص قانونی کے فوائد بتاتے ہوئے کہا گیا:

Another important advantage is undoubtedly the ability to carry on business with limited liability that is to say, no member shoulder the debts of the company to an extent greater than the amount outstanding, if any, on the value of his shares.[18]

ایک اور اہم فائدہ کاروبار کو محدود ذمہ داری کے ساتھ چلانا ہے۔ اس طرح کہ کمپنی کا کوئی رکن کمپنی کے قرض کا اتنا ہی ذمہ دار ہوتا ہے جس قدر دستیاب سرمائے میں اس کے حصص کا تناسب ہوتا ہے۔

سرمایہ دارانہ سوچ یہ ہے To seek maximum profit with minimum liability کہ کم از کم ذمہ داری کے ساتھ زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کیا جائے۔

جب شراکت و مضاربت میں بھی محدود ذمہ داری کے اصول کا اطلاق کیا جاتا ہے تو اسی وجہ سے لوگ اعتماد و اعتبار نہیں کرتے۔ کمپنیاں Bankrupt ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ کاری کرنے والے لگن گال ہو جاتے ہیں مگر کمپنی مالکان اس نقصان میں پوری طرح حصہ دار نہیں بنتے۔ ان کا سرمایہ بڑھتا ہے مگر سرمایہ کار خسارہ برداشت کرنے میں اکیلے رہ جاتے ہیں۔ مگر ہمارے علماء نے تمام مغربی معاشی تصورات کی طرح محدود ذمہ داری کو بھی سند جواز فراہم کرنے کے لیے دور کی کوڑی لانے میں بھی کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ کیا ہر مغربی اور سرمایہ دارانہ معاشی اصول کو شریعت اسلامیہ کی چھتری مہیا کرنا ہمارے علماء کی ذمہ داری ہے۔ ہمارے علماء محدود ذمہ داری کے آگے رکاوٹ بنتے تو اسلامی مالیاتی ادارے کسی حد تک اسلام کی روح کو پہنچ سکتے تھے۔ اگر صحیح روح کے مطابق شراکت و مضاربت کو رواج دیا جائے تو ہمارے معاشی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

د۔ مضارب و شریک کا امین ہونا:

پہلے ہم جان چکے ہیں۔ مضارب کے پاس رب المال کا مال اور ایک شریک کے پاس دوسرے شریک کا مال امانت ہوتا ہے۔ لہذا اگر اس کے پاس مال ہلاک ہو جائے تو جب تک اس کی کوتاہی اور تعدی ثابت نہ

ہو وہ نقصان کا ذمہ دار نہیں۔ موجودہ دور میں لوگ دوسرے کے مال اعتبار سے غفلت برتتے ہیں یا خیانت کرتے ہیں۔ اس لیے شراکت و مضاربہ پر مال دوسروں کو نہیں دیتے کہ غفلت و کوتاہی ثابت کرنا مشکل کام ہے۔ حضرت علیؓ نے خام مال کے حوالے سے درزی اور موچی وغیرہ کو ضامن قرار دیا جب انہوں نے لوگوں کے مالوں میں کوتاہی کرنا شروع کر دی جبکہ وہ پہلے امین ہوتے تھے۔ [۱۹]

یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ علماء و مجتہدین اس دور میں مضارب و شریک کو ضامن قرار دیں تاکہ سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال ہو اور وہ شراکت و مضاربہ کی طرف آئیں۔ ایسا کرنے میں ایک بڑا شرعی مانع حائل ہے۔ اس سے ربح الم یضمن لازم آتا ہے جس سے نبی رحمت علیہ السلام نے منع کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو تبدیل کرنے کی بجائے اپنے آپ کو شریعت کے تقاضے پورا کرنے کے قابل بنانا چاہیے۔ امانت کے لیے ایمان کا ہونا ضروری ہے اور یہ شریعت ایمان والوں کے لیے ہے۔ شراکت و مضاربہ اور پوری شریعت کی اصل صورت میں نفاذ کے لیے اور ثمرات سمیٹنے کے لیے ایمان ایک کم از کم درجہ پر ہونا تو لازمی شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مال کی نمو کے لیے شراکت و مضاربہ کو مشروع قرار دیا ہے۔ آج اگر ہم سرمایہ کاری کے لیے اپنے مالیاتی اداروں کو موثر اور نتیجہ خیز بنانا چاہتے ہیں اور ان اداروں سے سرمایہ دارانہ روح نکال کر صحیح اسلامی روح کے مطابق اپنی معشیت کو استوار کرنا چاہتے ہیں تو شراکت و مضاربہ کو بروئے کار لا کر اپنے معاشی مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔ اگر سرمایہ کاری اور اداروں میں اعتماد ہو جائے تو ہمارے معاشرے میں نہ تو سرمایے کی کمی ہے اور نہ کاروباری صلاحیت کی کمی ہے۔ لوگ سرمایہ لیے پھرتے ہیں مگر اعتماد اور اعتبار والے افراد اور ادارے موجود نہیں۔ اس حوالے سے تھوڑی سی اصلاح کر لیں تو شراکت و مضاربہ کے ذریعے تمام مسائل کو حل کرنا کوئی مشکل ہدف نہیں۔

حوالہ جات و حواشی

- ۱- ابن منظور الافریقہ، لسان العرب، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۹۹/۷
- ۲- ابن ہمام، کمال الدین عبدالواحد، شرح فتح القدر، مصر، مطبعة امیر، ۲/۵؛
زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ، ۳۱۳/۲
- ۳- ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المختار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، ۳۶۴/۲
- ۴- الشرح الکبیر، ۳۴۸/۳
- ۵- کاسانی، علاء الدین ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دار الکتب العربیہ، ۱۹۸۲ء، ۶/۵۶؛ فتح القدر، ۳/۵
- ۶- بدائع الصنائع، ۶/۶۰-۵۸؛ الشریعی الخطیب، شمس الدین محمد بن احمد، مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج، دار الکتب العربیہ، ۱۴۱۵ھ، ۲/۲۱۳؛ ابن قدامہ، المغنی، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۵ھ، ۱۶/۵
- ۷- رد المختار، ۴/۵۰۴؛ مغنی المحتاج، ۲/۲۰۹
- ۸- مغنی المحتاج، ۲/۲۱۰
- ۹- بدائع الصنائع، ۶/۸۸۶؛ تبیین الحقائق، ۶/۸۲
- ۱۰- بدائع الصنائع، ۶/۷۹
- ۱۱- بدائع الصنائع، ۶/۵۹
- ۱۲- السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن، الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع فقہ الشافعیہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۸ء، ۱/۱۶۰؛ ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر علی مذهب ابی حنیفہ النعمان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۸ء، ص: ۷۹
- ۱۳- بدائع الصنائع، ۶/۵۸
- ۱۴- تبیین الحقائق، ۵/۵۳؛ مغنی المحتاج، ۳/۳۱۰
- ۱۵- وصیۃ الزحلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر، بیروت، ۸۲۸/۴
- ۱۶- ایضاً، ۴/۸۵۳
- ۱۷- تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۳ء، ص: ۸۰-۸۱
- ۱۸- Dias Jurisprudence, P:313
- ۱۹- زیدان، عبدالکریم، الوجیز فی اصول الفقہ، بیوت، موسسۃ الرسالہ، ۱۹۸۷ء، ص: ۲۳۴